

1 معاشی جائزہ

1.1 عمومی جائزہ

معیشت میں توسیع کی رفتار مالی سال 17ء میں بھی تیز ہوتی رہی۔ مالی سال 17ء میں حقیقی جی ڈی پی نمو گزشتہ دس برسوں کی بلند ترین نمو تھی۔ اس کا بڑا سبب زراعت کی بحالی اور شعبہ خدمات کی جانب سے قدر اضافی میں وسیع البینا اضافہ تھا (جدول 1.1)۔ صنعت کے شعبے میں اشیا سازی اور تعمیرات کی سرگرمیوں میں بہتری سے بہت مدد ملی۔ جہاں تک طلب کا تعلق ہے، سب سے زیادہ حصہ ملکی صرف بڑھنے کے بعد سرمایہ کاری میں معتدل اضافے کا تھا۔

سازگار معاشی پالیسیوں سے معیشت میں توسیع کو تقویت ملتی رہی۔ معاشی سرگرمیوں کو زیادہ تحریک معاون زرعی پالیسی اور اس کے نتیجے میں نجی شعبے کے قرضے خصوصاً

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

م 17ء	م 16ء	م 15ء	م 14ء	م 13ء
اصل	ہدف			
5.3	5.7	4.5	4.1	4.1
3.5	3.5	0.3	2.1	2.5
5.0	7.7	5.8	5.2	4.5
6.0	5.7	5.5	4.4	4.5
4.2	6.0	2.9	4.5	8.6
-4.0	-1.0	-1.7	-1.0	-1.3
-5.8	-3.8	-4.6	-5.3	-5.5
67.2	61.4	67.6	63.3	63.5

معینہ سرمایہ کاری کے قرض میں اضافے؛ زرعی آمدنی کی بحالی؛ ترقیاتی اخراجات میں مسلسل اضافے؛ اور سی پیک کے تحت انفراسٹرکچر اور توانائی کے منصوبوں پر جاری کام سے ملی۔

حقیقی معاشی سرگرمیوں کو گزشتہ دو برسوں کے دوران برآمدی صنعتوں، زراعت اور نجی سرمایہ کاری کے لیے حکومت کی طرف سے دی گئی ٹیکس ترغیبات سے بھی فائدہ ہوا۔¹ تاہم ان مالیاتی اقدامات کے نتیجے میں مالی سال 17ء کے دوران بجٹ خسارہ بڑھ گیا۔

معیشت میں توسیع کا ایک نتیجہ درآمدات کا بڑھنا تھا جس نے برآمدات اور ترسیلات زر میں کمی سے مل کر جاری کھاتے کے خسارے میں اضافہ کر دیا۔ سرمایہ جاتی اور خام مال کی درآمدات کا بڑھنا معیشت کی آئندہ پیداواری استعداد کے لیے اچھا شگون ہے تاہم صرف کے مقاصد سے درآمدات میں مسلسل اضافہ بہر حال باعث تشویش ہے۔ ان رجحانات کے نتیجے میں بیرونی قرض پر انحصار اور زر مبادلہ کے ذخائر پر دباؤ بڑھ گیا ہے۔

ملکی طلب میں اضافے (جس کی عکاسی جڑواں خساروں کے بڑھنے سے ہوتی ہے) کے مہنگائی پر اثر کی کسی حد تک تلافی اجناس کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے کی محدود منتقلی، اہم غذائی اشیا (گندم، چینی اور چاول) کے کافی ذخائر اور مستحکم شرح مبادلہ سے ہو گئی۔ اس لیے اگرچہ مہنگائی کا رجحان اضافے کی طرف تھا تاہم یہ بدستور قابو میں رہی اور مالی سال 17ء میں مسلسل تیسرے برس ہدف سے نیچے رہی۔ مالی سال 17ء کے دوران مہنگائی بڑھنے کا بڑا سبب غذائی مہنگائی خصوصاً سال کے ابتدائی مہینوں میں رسدی زنجیر میں انتشار کے باعث تلف پذیر غذائی اشیا کی قیمتوں میں اضافہ تھا۔

اس پس منظر میں زیر نظر رپورٹ چار اہم چیلنجوں کو اجاگر کرتی ہے جن سے کم اور مستحکم مہنگائی کے ساتھ معیشت میں توسیع کو برقرار رکھنے کے لیے نمٹنا ضروری ہے: نمو جس میں اس وقت زیادہ کردار صرف کا ہے، اس میں سرمایہ کاری و برآمدات کا کردار زیادہ ہو؛ جاری کھاتے کا خسارہ اتنا کم کر دیا جائے کہ قابو میں رہے؛ چھوٹے اور

¹ مثال کے طور پر مشینری کی درآمد پر ڈیوٹی میں کمی، کھاد پر سیلز ٹیکس میں کمی، سرمایہ کاری اور روزگار کی تخلیق کے لیے ٹیکس رعایت اور برآمدی صنعتوں کے لیے زیرو ریٹنگ۔ مزید تفصیلات کے لیے باکس 4.1 دیکھیے۔

درمیانے درجے کے کاروباری اداروں (ایس ایم ایز) کے لیے قرضے کی رکاوٹیں کم کی جائیں؛ اور وسائل کا دائرہ بڑھایا جائے اور مالیاتی گنجائش پیدا کی جائے تاکہ انفراسٹرکچر اور سماجی ترقی کے منصوبوں کے لیے رقوم مہیا ہو سکیں۔

مالی سال 17ء میں پاکستان کی جی ڈی پی میں صرف کا حصہ بڑھ کر تقریباً 94 فیصد ہو گیا جبکہ گزشتہ دس برسوں کے دوران 90 فیصد کے لگ بھگ رہا تھا۔² دوسری طرف پچھلے چند برسوں میں مشینری کی درآمد اور معینہ سرمایہ کاری کے لیے قرضے میں اضافے کے باوجود سرمایہ کاری تاجی ڈی پی تناسب تھوڑا سا ہی بڑھا ہے۔ سازگار پالیسی ماحول نیز امن و امان کی بہتر صورت حال اور توانائی کے مسائل میں کمی کے پیش نظر کاروبار کرنے کی آسانی میں مزید بہتری سے نئی سرمایہ کاری میں بھرپور بحالی کو تحریک مل سکتی ہے۔

اگرچہ 2017ء میں پاکستان نے کاروبار کرنے کی آسانی میں کچھ پیش رفت کی ہے تاہم علاقائی ہمسر ممالک میں اس کا درجہ نیچے ہے جس سے اس سلسلے میں اصلاحات متعارف کرنے کی ضرورت اجاگر ہوتی ہے۔³ معیشت میں پیداواریت اور کارکردگی بڑھانے کے لیے یہ بے حد ضروری ہے تاکہ ملکی پیداکنندگان ملکی اور بین الاقوامی دونوں محاذوں پر مقابلہ کر سکیں۔ ساتھ ہی صنعتی پالیسیوں پر بھی، جن میں اس وقت نیم آزاد، غیر یکساں اور بڑھتا ہوا ٹیئرف ڈھانچہ ہے، نظر ثانی کی ضرورت ہے۔⁴ اس کی وجہ سے نہ صرف صنعتی شعبے کی برآمدی سمت متاثر ہوئی ہے بلکہ وہ درآمد کی محتاج بھی ہو گئی ہے کیونکہ معیشت میں مضبوط عقبی روابط (backward linkages) قائم ہونے میں رکاوٹ پیدا ہوئی ہے۔

کاروبار کرنے کی لاگت کم کرنے کے علاوہ پاکستان کو برآمدی بنیاد کو بھی وسیع کرنا ہو گا۔ دنیا میں طلب کے بدلتے ہوئے انداز کے مطابق ڈیٹیکٹائل کے پیداواری آمیزے میں تبدیلیوں کے علاوہ ایک اور طریقہ معیشت کے سب سے بڑے شعبے خدمات کے برآمدی امکانات کا استعمال ہو سکتا ہے۔ خدمات کی عالمی برآمدات میں فلپائن اور بھارت جیسے لیڈروں کے تجربات سے سیکھتے ہوئے پاکستان آئی سی ٹی اور بزنس پروسیسز آؤٹ سورسنگ خدمات کی برآمد سے استفادہ کر سکتا ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ لیبر کی کم لاگت اور انگریزی بولنے والے کی صلاحیت کے حامل نوجوان افراد کی بڑی تعداد کے حوالے سے پاکستان علاقائی ہمسر ممالک پر تقابلی برتری رکھتا ہے۔ لیکن اس کے لیے کاروباری مہارتوں کو ترقی دینے اور عالمی مارکیٹ سے روابط کے بارے میں اعانتی پالیسی کی ضرورت ہے۔⁵

مزید برآں، نجی شعبے کو فصلوں کی بہتر یافت اور کارپوریٹ فارمنگ کی حوصلہ افزائی کے ذریعے پیداواری لاگت میں کمی کی مدد سے قابل برآمد فاضل پیدا کرتے ہوئے زراعت اور ڈیری مصنوعات کی برآمد کے میدان میں قدم رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں آبی وسائل کے انتظام اور جدید ترین ٹیکنالوجی (جیسے ڈراپ اری گیشن سسٹم) کی مدد سے ان وسائل کے موثر استعمال کی بے پناہ اہمیت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ انتہائی اہم ہو چکا ہے کیونکہ پانی کی آہستہ آہستہ گرتی ہوئی رسد اور روز افزوں آبادی اور شہر نشینی کے باعث بڑھتی ہوئی طلب کے درمیان فرق میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

برآمدات کو متحرک کر کے زرمبادلہ کی وصولیوں میں اضافے کے علاوہ صرف کے لیے آنے والی غیر ضروری اور پُر تعیش اشیاء کی درآمد کو بھی محدود کرنے کی ضرورت ہے تاکہ تجارتی خسارہ اور جاری کھاتے کا خسارہ کم ہو سکے۔ چونکہ حکومت مالی سال 18ء میں بلند جی ڈی پی نمو حاصل کرنا چاہتی ہے اور درآمد شدہ مشینری اور خام مال پر انحصار

² مالی سال 17ء میں گھریلو صرف کا حصہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 81.8 فیصد ہو گیا جبکہ گزشتہ 10 برسوں کے دوران اوسطاً 80.4 فیصد رہا تھا۔

³ عالمی بینک کی کاروبار کرنے کی آسانی کی رپورٹ (2017ء) سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2016ء میں پاکستان کا درجہ 148 سے بہتر ہو کر 144 ہو گیا۔ علاقائی تقابلیں میں پاکستان ادائیگی قرض کی صلاحیت (جنوبی ایشیاء کے آٹھ ممالک میں دوسرا درجہ ہے)، اور قرضے تک رسائی (تیسرا درجہ) میں بہتر ہے۔ تاہم کاروبار شروع کرنے، بجلی حاصل کرنے، تعمیر کے معاملات، ٹیکسوں کی ادائیگی اور سرحد پار کاروبار میں بہتری لانے کی ضرورت ہے۔

⁴ تفصیلات کے لیے دیکھیے باکس 2.1۔

⁵ دیکھیے خصوصی سیکشن 3، بینک دولت پاکستان کی سالانہ رپورٹ 15-2014ء۔

⁶ تفصیلات کے لیے دیکھیے باکس 2.4۔

بھی زیادہ ہے، اس لیے درآمدی نمود ستور بلند رہ سکتی ہے۔ اس تناظر میں پاکستان کو سرمایہ جاتی اشیا اور ضروری خام مال کی خریداری کے لیے غیر ضروری درآمدات کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے تاکہ سرمایہ کاری کی بحالی کو تقویت مل سکے۔

مزید یہ کہ جن شعبوں کو مالیات کم دستیاب ہیں جیسے ایس ایم ایز اور زراعت ان کی رسائی میں حائل رکاوٹیں دور کرنے سے بھی برآمدات کو بڑھانے اور درآمدات پر انحصار کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ خاص طور پر نجی شعبے کے مجموعی قرض میں ایس ایم ایز کا حصہ مالی سال 17ء کے دوران گھٹ کر 5.9 فیصد رہ گیا جبکہ مالی سال 08ء میں 15.0 فیصد کے لگ بھگ تھا۔ ایس ایم ایز کے لیے بینکوں کا اس قدر کم اکتشاف اس حقیقت کے باوجود ہے کہ یہ ادارے جی ڈی پی کے 30 فیصد، تیار اشیا کی برآمدات میں 25 فیصد اور اشیا سازی کی قدر اضافی میں 35 فیصد کے حصہ دار ہیں۔ اسٹیٹ بینک نے اپنے طور پر ایس ایم ای مالیات کو فروغ دینے میں فعال کردار ادا کیا ہے، کمرشل بینکوں کو اس حوالے سے بھرپور ضوابطی اعانت فراہم کی ہے نیز ایس ایم ای کے قرضوں پر نوامکاری اور خطرے میں حصہ داری جیسی ترغیبات بھی مہیا کی ہیں۔ فی الوقت اسٹیٹ بینک بینکوں کے مجموعی قرض میں ایس ایم ای کے حصے میں خاطر خواہ اضافہ کرنے کا جائزہ لے رہا ہے۔ اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک ایس ایم ای اور بینکوں دونوں کے نقطہ نظر سے مسائل پر غور و خوض کرنے اور رکاوٹوں کو شناخت کرنے کے لیے ایک نقشہ راہ پر کام کر رہا ہے۔

محاصل پیدا کرنے کے حوالے سے وفاقی سطح پر خصوصاً ٹیکس انتظام میں بہتری اور ٹیکس نیٹ میں توسیع کے سلسلے میں آغاز کردہ اصلاحات میں مزید استحکام لانے کی ضرورت ہے۔ مزید یہ کہ صوبوں کو بھی اپنے محاصل کی وصولی بڑھانے کے لیے کوششیں تیز کرنی چاہئیں۔⁷ مالیاتی لامرکزیت اور ڈیولوشن پلان کے تناظر میں یہ اور بھی ضروری ہے۔ چونکہ ساتویں این ایف سی ایوارڈ کے تحت صوبوں کو ٹیکس وصولی میں بڑا حصہ ملتا ہے اس لیے وفاقی حکومت کے پاس قرض کی واپسی اور دفاعی اخراجات پورے کرنے کے لیے کافی وسائل نہیں ہوتے۔ چنانچہ صوبوں سے توقع تھی کہ وہ خصوصاً خدمات پر سیلز ٹیکس اور ریکل اسٹیٹ اور زراعت سے آنے والی آمدنی سے اپنی ٹیکس وصولی بڑھا کر فاضل پیدا کریں گے اور اس طرح مالیاتی خسارے کو قابو میں رکھنے میں مدد دیں گے۔

1.2 مالی سال 17ء کی جانچ

حقیقی شعبہ

حقیقی جی ڈی پی نمو کا سفر اوپر کی طرف جاری رہا اور مالی سال 17ء کے دوران اس میں 5.3 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 16ء میں 4.5 فیصد ہوا تھا۔ اگرچہ مالی سال 17ء کا ہدف حاصل نہ ہو سکا تاہم یہ پچھلی دہائی کے دوران درج کردہ بلند ترین نمو تھی۔ ریکارڈ کم شرح سود، ترقیاتی اخراجات میں اضافے، سی پیک کے تحت مختلف منصوبوں پر کام میں تیزی، بہتر ہوتی ہوئی سلامتی کی صورت حال اور توانائی کی رسد میں آسانی سمیت تمام سازگار عوامل حقیقی معاشی سرگرمیوں میں وسعت کو تقویت دیتے رہے۔

یہ نہ صرف گذشتہ عشرے کی بلند ترین نمو تھی بلکہ وسیع البنیاد بھی تھی۔ بہر کیف سب سے زیادہ تحریک شعبہ زراعت سے ملی جس میں مالی سال 17ء کے دوران 3.5 فیصد نمو درج کی گئی جبکہ مالی سال 16ء میں 0.3 فیصد کا برائے نام اضافہ ہوا تھا۔ زراعت کا احیا اہم فصلوں کی پیداوار کی متاثر کن بحالی کی بنا پر ممکن ہوا جو مالی سال 16ء میں 5.5 فیصد کی یکدم کمی کے بعد 4.1 فیصد بڑھ گئی۔ فصل کی پیداوار میں اس مثبت تبدیلی کو مالیات تک رسائی میں بہتری اور سازگار سرکاری پالیسیوں خصوصاً کسان پیکیج کے تحت اعلان کردہ ترغیبات اور گنے اور گندم کی مسلسل امدادی قیمتوں سے اعانت ملی۔ سب سے بڑا ذیلی شعبہ گلہ بانی جو زراعت کی تقریباً نصف قدر اضافی کا باعث بنتا ہے مالی سال 17ء کے دوران 3.4 فیصد حصے کے ساتھ اپنی مالی سال 16ء کی کارکردگی پر قائم رہا۔

بڑے پیمانے پر اشیا سازی (ایل ایس ایم) کی بہتر کارکردگی اور پیہم تعمیراتی سرگرمیوں کے باوجود صنعتی قدر اضافی کے بڑھنے کی رفتار گذشتہ سال کے مقابلے میں کچھ سست ہو گئی۔ مالی سال 17ء میں یہ 5.0 فیصد بڑھی جبکہ مالی سال 16ء میں 5.8 فیصد اضافہ ہوا تھا اور سال کے لیے مقرر کردہ ہدف 7.7 فیصد سے کم رہی۔ اس کی بڑی وجہ

⁷ تفصیلات کے لیے دیکھیے باکس 4.4۔

کانکٹی اور کوکنی اور بجلی کی پیداوار و تقسیم اور گیس کی تقسیم کا پچھلے برس کی کارکردگی برقرار نہ رکھ پانا تھا۔ مالی سال 17ء میں ایل ایس ایم کی نمو 5.7 فیصد تھی جو گزشتہ سال کی 3.1 فیصد نمو سے زیادہ ہے۔⁸ مالی سال 17ء کے دوران ایل ایس ایم کی تقریباً نصف نمو چینی کی پیداوار میں ریکارڈ اضافے کی وجہ سے ہوئی۔ تعمیرات سے منسلک اور صارفی پائیدار اشیاء کی صنعتوں جیسے گاڑیاں، فولاد، سیمنٹ اور کیمیکلز وغیرہ نے بھی۔ خصوصاً کم شرح سود، ترقیاتی اخراجات میں اضافے اور سی پیک منصوبوں پر کام کی بنا پر۔ ایل ایس ایم کی نمو کو تقویت دی۔

شعبہ خدمات نے اپنی نمو کی رفتار قائم رکھی اور پچھلے سال کی 5.5 فیصد نمو کے مقابلے میں اس میں اس سال 6.0 فیصد اضافہ ہوا۔ اس کے ہمراہ حقیقی جی ڈی پی میں شعبہ خدمات کا حصہ بڑھ کر تقریباً 60 فیصد ہو گیا۔ زراعت کی بحالی نیز اشیاء سازی کی سرگرمی میں بہتری اور خرید و فروخت میں اضافے کی بنا پر شعبہ خدمات کا بڑا حصہ تھوک اور خرده تجارت سے آیا۔ دیگر ذیلی شعبوں نے بھی خدمات کی مجموعی نمو میں 0.1 فیصدی درجے اضافہ کیا۔ جہاں تک مالیات اور بینے کا تعلق ہے، بینکاری شعبے کے قرضے نیز امانتوں میں خاصا اضافہ بلند نمو کا باعث بنا جبکہ ٹیلی گنجائیت، براڈ بینڈ اور تھری جی / فور جی موبائل انٹرنیٹ کنکشنز میں اضافے نے نقل و حمل، ذخیرہ کاری اور ٹیلی مواصلات کے ذیلی شعبے کا حصہ بڑھایا۔

اخراجات کی طرف سے نمو کو سب سے زیادہ تحریک ملکی صرف سے ملی جو 8.9 فیصد بڑھ گئی (اور نامیہ جی ڈی پی میں 9.4 فیصد کا سبب بنی)۔ مالی سال 17ء میں مشینری کی درآمد اور نجی شعبے کے قرضے (خصوصاً معینہ سرمایہ کاری کے لیے) میں نمایاں اضافے کے باوجود بطور فیصد جی ڈی پی (نامیہ لحاظ سے) سرمایہ کاری صرف 15.8 فیصد بڑھی جبکہ مالی سال 16ء میں 15.6 فیصد تھی۔ یہ معمولی اضافہ زیادہ تر سرکاری سرمایہ کاری بڑھنے کی وجہ سے ہوا کیونکہ نجی سرمایہ کاری مالی سال 17ء میں (بطور فیصد جی ڈی پی) کم ہوئی۔ خالص برآمدات مسلسل منفی رہیں۔ خالص برآمدات کا حصہ بھی منفی رہا۔ یہ حالات آگے چل کر پائیدار بلند نمو کی راہ میں حائل مشکلات میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

زری پالیسی اور مہنگائی

پالیسی ریٹ میں کمی سے حاصل ہونے والے فوائد کو مستحکم کرنے اور مہنگائی (ہدف سے نیچے) اور بیرونی کھاتوں سے ابھرتے دباؤ کے درمیان توازن قائم رکھتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی نے مالی سال 17ء کے دوران پالیسی ریٹ میں تبدیلی نہ کرنے اور اسے 5.75 فیصد پر رکھنے کا فیصلہ کیا۔ موخر تر سیل اور سیالیت کے آسان حالات کے نتیجے میں مالی سال 17ء میں بہ وزن اوسط شرح قرض گاری (افزائشی) اوسطاً 57 میس پوائنٹس گھٹ کر 7.2 فیصد ہو گئی۔

کم شرح سود کے ماحول، توانائی کی رکاوٹوں میں کمی، بہتر کاروباری اعتماد اور سی پیک کے تحت بجلی اور انفراسٹرکچر کے منصوبوں کی مسلسل پیش رفت کے نتیجے میں مالی سال 17ء کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں 747.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ قرضے میں اس اضافے کا ایک تہائی سے کچھ زائد معینہ سرمایہ کاری کے لیے تھا۔ معینہ قرضوں کا بڑا حصہ ٹیکسٹائل نے نو تشکیل شدہ طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) برائے سیلننگ ماڈرنائزیشن اینڈ رپلیسمنٹ (بی ایم آر) کے لیے لیا۔ چینی اور کھاد کے صنعتوں نے بھی کپینٹو بجلی گھروں کے لیے طویل مدتی قرضے لیے جبکہ سیمنٹ کی صنعت نے بڑھتی ہوئی ملکی طلب کے پیش نظر استعداد میں توسیع کے لیے قرضے حاصل کیے۔

جدولی بینکوں سے اسٹیٹ بینک کی طرف منتقلی سے قطع نظر بینکاری نظام سے حکومت کی اعانت میزانیہ مالی سال 17ء کے دوران خاصی بلند یعنی 1045.8 ارب روپے (نقد بنیاد پر) رہی جبکہ مالی سال 16ء میں 791.3 ارب روپے تھی۔ مزید برآں، سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) نے بھی خوب قرضے لیے: مالی سال 17ء

⁸ عبوری قومی آمدنی کھاتوں میں پاکستان دفتر شماریات نے مالی سال 17ء کے لیے جی ڈی پی کے عبوری تخمینے معلوم کرنے کے لیے ایل ایس ایم نمو کے لیے 4.9 فیصد کا تخمینہ استعمال کیا۔

کے دوران 254.9 ارب جبکہ پچھلے چار برسوں کے دوران اوسطاً 72 ارب روپے قرض لیے گئے تھے۔ اس قرض کا بڑا حصہ ایل این جی پائپ لائنوں، واسوڈیم اور نیلم جہلم منصوبے سمیت توانائی سے متعلق منصوبوں کی مالکاری کے لیے تھا۔

ان تمام عوامل—یعنی نجی شعبے کے قرض، اعانتہ میزانیہ کے لیے حکومتی قرض اور پی ایس ای کے قرض—نے مالی سال 17ء کے دوران بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں 2161.5 ارب روپے کا نمایاں اضافہ کر دیا جبکہ مالی سال 16ء میں 1347.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ خاص طور پر اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثے حکومت کے اسٹیٹ بینک کی قرض گیری سے رجوع کرنے کے باعث مالی سال 17ء میں 37.4 فیصد بڑھ گئے۔ تاہم خالص ملکی اثاثوں میں پیشتر اضافہ بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں بڑی کمی (405.2 ارب روپے) کی وجہ سے زائل ہو گیا۔ نتیجے کے طور پر زیر بنیاد میں پچھلے برس کے 26.5 فیصد کی نسبت مالی سال 17ء کے دوران 22.5 فیصد کا کچھ کم اضافہ ہوا۔

اثاثوں میں اس بگاڑ سے قطع نظر مالی سال 17ء میں زرو سیع (ایم ٹو) کی نمو وہی رہی جو مالی سال 16ء میں تھی (13.7 فیصد)۔ تاہم رسد زر کے عناصر ترکیبی میں واجبات کا حصہ خاصا بہتر ہوا۔ زیر گردش کرنسی کی نمو مالی سال 17ء کے دوران کم ہو کر 17.3 فیصد رہ گئی جو مالی سال 16ء میں 30.5 فیصد تھی۔ دوسری طرف مالی سال 17ء کے دوران بینکاری نظام کی مجموعی اثاثیں 12.4 فیصد بڑھ گئیں جبکہ مالی سال 16ء میں 8.7 فیصد اضافہ درج کیا گیا تھا۔

اگرچہ مہنگائی مسلسل تیسرے سال ہدف سے کم رہی تاہم اس کا رجحان اوپر کی طرف تھا۔ مالی سال 17ء کے دوران اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (CPI) بڑھ کر 4.2 فیصد ہو گئی جو مالی سال 16ء میں 2.9 فیصد تھی۔ مالی سال 17ء کے دوران مہنگائی میں اضافہ کافی وسیع البینا د تھا: (i) مالی سال 17ء میں 5 فیصد سے زیادہ کا اضافہ 147 اشیا کی قیمتوں میں ہوا جو مالی سال 16ء میں 135 اشیا میں ہوا تھا؛ (ii) مالی سال 17ء میں صرف 5 فیصد کا معتدل اضافہ 272 اشیا کی قیمتوں میں ہوا جبکہ مالی سال 16ء میں 248 اشیا کی قیمتوں میں ہوا تھا؛ اور (iii) مالی سال 17ء میں صرف 68 اشیا کی قیمتوں میں کمی ہوئی جبکہ مالی سال 16ء میں 104 اشیا کی قیمتوں میں ہوئی۔

مالی سال 17ء کے دوران بلند مہنگائی ملکی طلب میں اضافے اور رسدی زنجیر میں عارضی مسائل دونوں کا نتیجہ تھا جس سے غذائی مہنگائی بڑھ گئی۔ ملکی طلب میں اضافے کی عکاسی خاص طور پر بتدریج بڑھتی ہوئی قوزی مہنگائی میں ہوتی ہے: غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی مالی سال 17ء کے دوران 5.2 فیصد بڑھ گئی جبکہ مالی سال 16ء میں 4.2 فیصد بڑھی تھی۔ غذائی مہنگائی میں اضافہ زیادہ تر مالی سال 17ء کے آغاز پر تلف پذیر غذائی اشیا کی بلند قیمتوں کی بنا پر ہوا۔ افغانستان اور بھارت کے ساتھ سرحدی تجارت میں کچھ تعطل نے پھلوں اور سبز یوں کی ملکی قیمتوں پر اثر ڈالا۔ تاہم مستحکم شرح مبادلہ اور توانائی کی قیمتوں میں کمی (تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے باوجود) نے مہنگائی کو 6.0 فیصد کے ہدف سے کافی نیچے رکھنے میں مدد دی۔

مالیاتی پالیسی

مالی سال 17ء کے دوران مالیاتی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 5.8 فیصد ہو گیا جبکہ ہدف 3.8 فیصد تھا اور مالی سال 16ء میں 4.6 فیصد رہا تھا۔ بڑے بنیادی خسارے یعنی جی ڈی پی کے 1.6 فیصد—جو گذشتہ چار برسوں میں بلند ترین ہے—سے ظاہر ہوتا ہے کہ سودی ادائیگیوں کے علاوہ اخراجات میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ چونکہ مالی سال 17ء کے دوران محصولاتی خسارہ مالی سال 16ء جتنا ہی یعنی جی ڈی پی کے 0.8 فیصد پر رہا اس سے پتہ چلتا ہے کہ جاریہ اخراجات کو محاصل کی پیداوار کے مطابق رکھا گیا۔ ان دونوں کو ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو ترقیاتی اخراجات میں خاطر خواہ اضافے کی نشاندہی ہوتی ہے جو پچھلے چند برس سے حقیقی معاشی سرگرمیوں میں بہتری کا اولین سبب ہے۔

تاہم مالی سال 17ء میں بلند خسارہ محاصل کی وصولی کی سست نمو نیز مجموعی اخراجات کے بہت بڑھنے کی وجہ سے تھا۔ مالی سال 17ء کے دوران محاصل کی وصولی 11.0 فیصد بڑھی جو مالی سال 16ء کی شرح 13.1 فیصد سے کم ہے۔ یہ کمی نان ٹیکس محاصل کی تیز رفتار بحالی کے باوجود آئی۔ مارک اپ آمدنی (پی ایس ایز کو قرض پر)، پاکستان

سیکورٹی پر ٹینگ کارپوریشن اور (پاکستان ڈویلپمنٹ فنڈ کے تحت خریدے گئے) دوائیل این جی بجلی گھروں کی جزوی فروخت سے ہونے والی آمدنی کی وجہ سے نان ٹیکس محاصل مالی سال 17ء کے دوران 23.0 فیصد بڑھ گئے جبکہ مالی سال 16ء میں 13.9 فیصد کی کمی درج کی گئی تھی۔

دوسری طرف ٹیکس وصولی کی رفتار کافی کم ہو کر 8.4 فیصد رہ گئی جبکہ مالی سال 16ء میں 21.3 فیصد نمو درج کی گئی تھی۔ یہ سست رفتاری بھی وسیع البنیاد تھی اور ایف بی آر اور صوبائی ٹیکسوں کی نمو کم ہوئی۔ ایف بی آر کے ٹیکسوں میں بلا واسطہ اور بالواسطہ ٹیکس کی وصولی کی نمو مالی سال 17ء کے دوران کم ہو کر بالترتیب 10.3 فیصد اور 6.5 فیصد رہ گئی جبکہ مالی سال 16ء میں ان کی شرح نمو 17.8 فیصد اور 21.8 فیصد رہی تھی۔ ٹیکس وصولی میں سست نمو برآمدی صنعتوں، زراعت اور معیشت میں سرمایہ کاری کو دی گئی ٹیکس ترغیبات کا جزوی نتیجہ تھی۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ٹیکس وصولی کی نمونہ جی ڈی پی کی 9.5 فیصد نمو سے نیچے چلی گئی۔ نتیجے کے طور پر ٹیکس تاجی ڈی پی تناسب جو مالی سال 10ء کی پست سطح 9.3 فیصد سے مالی سال 16ء تک مسلسل بڑھتے ہوئے 12.6 فیصد تک پہنچ گیا تھا کم ہو کر 12.5 فیصد رہ گیا۔ مالی سال 17ء کے دوران ٹیکس تاجی ڈی پی تناسب بھی سال کے ہدف 12.9 فیصد سے خاصا کم تھا۔

محاصل کی وصولی میں سست رفتاری کے برخلاف اخراجات تیزی سے بڑھے۔ مالی سال 17ء کے دوران مجموعی وفاقی اور صوبائی اخراجات 17.3 فیصد بڑھ گئے جبکہ مالی سال 16ء میں 7.6 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔ اگرچہ اخراجات میں نمو وسیع البنیاد تھی تاہم ترقیاتی اخراجات زیادہ تیزی سے بڑھے اور مالی سال 17ء کے دوران ان میں 30.1 فیصد اضافہ ہوا جو مالی سال 16ء میں ہونے والی 16.9 فیصد نمو کے علاوہ تھا۔ ترقیاتی اخراجات کی بیشتر توسیع مالی سال 17ء کی چوتھی سہ ماہی میں مرکوز رہی جب صوبوں نے سماجی اور ترقیاتی منصوبوں پر کام مکمل کرنے کی خاطر اخراجات بڑھا دیے۔ مذکورہ سہ ماہی میں مجموعی صوبائی اخراجات تقریباً ایک ٹریلین روپے بڑھ گئے جو سال کے دوران مجموعی صوبائی اخراجات کا لگ بھگ 40 فیصد ہے۔

اس کے نتیجے میں مالکاری کی بلند تر ضرورت بینکوں سے قرضے لے کر پوری کی گئی اور اسٹیٹ بینک سے قرض گیری بڑھی۔ علاوہ ازیں بیرونی ذرائع سے مالکاری بھی اچھی خاصی رہی جس میں زیادہ تر مالی سال کے آخر میں لی گئی۔

ملکی اور بیرونی قرض

مالی سال 17ء کے دوران مالیاتی اور جاری کھاتے کے خسارے نے سرکاری قرضے کے ذخیرے پر دباؤ ڈالا۔ تاہم مالی سال 17ء کے دوران قرض کا ذخیرہ جمع ہونے کی رفتار معتدل رہی جس کا سبب 822.4 ملین ڈالر کے باز قدر پیمائی فوائد (بوجہ اہم کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قیمت میں اضافہ — باب 6) ہیں۔ خاص طور پر سرکاری قرضے میں اضافے کی رفتار نامیہ جی ڈی پی کی نمو کے مقابلے میں کم رہی۔ نتیجے کے طور پر مجموعی سرکاری قرض تاجی ڈی پی تناسب آخر جون 2017ء تک بہتر ہو کر 67.2 فیصد ہو گیا جبکہ آخر جون 2016ء میں 67.6 فیصد تھا۔ مجموعی سرکاری قرض کے اندر سرکاری قرض تاجی ڈی پی تناسب آخر جون 2017ء تک تھوڑا سا بڑھ کر 61.6 فیصد ہو گیا جبکہ آخر جون 2016ء میں 61.2 فیصد تھا۔⁹ تاہم یہ پھر بھی مالیاتی ذمہ داری تحدید قرضہ ایکٹ 2005ء کے تحت مالی سال 18ء کے لیے مقرر کردہ بالائی حد 60 فیصد سے زیادہ تھا۔

اگرچہ مجموعی بیرونی قرض گیری بھی بڑھی تاہم مالی سال 17ء کے دوران سرکاری قرضے میں اضافے کا لگ بھگ 70 فیصد ملکی قرض کی وجہ سے تھا۔ ملکی قرضے کے اندر ملکیتی ڈھانچہ غیر متناسب طور پر اسٹیٹ بینک کی طرف منتقل ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ حکومت نے سال کے دوران 1.4 ٹریلین روپے کے میعاد پوری کرنے والے پی آئی

⁹ مالیاتی ذمہ داری اور تحدید قرضہ ایکٹ 2005ء کے تحت جس میں جون 2017ء میں ترمیم کی گئی ”حکومت کے مجموعی قرض“ کا مطلب ہے سرکاری قرض منہا بینکاری نظام میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے جمع شدہ ڈپازٹس۔

بیز واپس کیے، 12 پی آئی بی نیلامیوں میں سے چار میں بولیاں مسترد کیں اور اسٹیٹ بینک کی قرض گیریوں کے ذریعے ماکاری کا فرق پورا کیا۔ نتیجتاً ملکی قرضے میں مرکزی بینک کا حصہ مالی سال 17ء کے دوران بڑھ کر 20.2 فیصد ہو گیا جو مالی سال 16ء میں 16.6 فیصد تھا۔

مزید یہ کہ جب بینکوں نے اپنی سرمایہ کاری قلیل مدتی قرض کے آلات کی طرف منتقل کی تو قلیل مدتی قرض کے حصے میں اضافہ ہو گیا۔ حکومت کے نقطہ نگاہ سے اس نے قلیل مدت میں قرض لینے کو ترجیح دی کیونکہ بینک پی آئی بیز پر زیادہ ریٹس مانگ رہے تھے۔ علی الخصوص حکومت نے دوسری سہ ماہی میں ہونے والی پی آئی بی نیلامیوں میں تمام بولیاں مسترد کر دیں۔ یہ اور اس کے ہمراہ پی آئی بیز کی واپسی طویل مدتی قرضے کے حصے میں کمی کا سبب بنی جس سے ملکی قرضے کا خا کہ عرصیت مختصر ہو گیا۔ اس طرح ملکی قرضے کے خا کے کی تشکیل نو سے اجراء ثانی اور شرح سود کے خطرے میں اضافہ ہو گیا۔

بیرونی شعبہ

گذشتہ چند برسوں کے دوران بیرونی شعبوں کے حفاظتی بند مسلسل مضبوط ہونے کا عمل مالی سال 17ء میں قائم نہ رکھا جاسکا۔ جب نمو کی رفتار تیز ہوئی تو بیرونی شعبے میں عدم توازن ابھر آیا۔ خاص طور پر جاری کھاتے کا خسارہ مالی سال 17ء کے دوران 12.1 ارب ڈالر بڑھ گیا (جی ڈی پی کا 4 فیصد) جبکہ مالی سال 16ء میں 4.9 ارب ڈالر (جی ڈی پی کا 1.7 فیصد) تھا۔ جاری کھاتے کے خسارے میں یہ اضافہ بنیادی طور پر تجارتی خسارے کی وجہ سے ہوا جو مالی سال 17ء کے دوران 7.6 ارب ڈالر بڑھ کر 26.9 ارب ڈالر کی ریکارڈ بلند سطح تک پہنچ گیا۔ درآمدات میں 17.8 فیصد کی تیز نمو اس کا بڑا سبب تھی جبکہ مالی سال 17ء کے دوران برآمدات بھی 1.3 فیصد کم ہوئیں۔¹⁰ مزید برآں، مالی سال 04ء کے بعد پہلی بار مالی سال 17ء کے دوران کارکنوں کی ترسیلات زر میں 3.1 فیصد کمی درج کی گئی۔

درآمدات کے اندر مشینری کی درآمد پچھلے دو برسوں سے بڑھ رہی ہے جو مستقبل میں ملک کی پیداواری استعداد کے لیے نیک شگون ہے۔ تاہم مشینری کو نکال کر درآمدات (ایف او بی) میں 19.1 فیصد کی نمو یہ ظاہر کرتی ہے درآمدات کی مجموعی نمو میں خاصا بڑا حصہ تیل اور صارفین اشیا (بشمول غذا) سے آ رہا ہے۔ یہ رجحان آمدنی کی سطح میں اضافے اور مجموعی جی ڈی پی میں صرف کے بڑھتے ہوئے حصے سے ہم آہنگ ہیں۔ تاہم جب بلند نمو کے حصول اور بیرونی شعبے کے استحکام اور انضباط کے تناظر میں یہ صورت حال حوصلہ افزا نہیں، خصوصاً جاری کھاتے کے خسارے کی ماکاری کے نقطہ نظر سے۔

مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں برآمدات میں کچھ بحالی دکھائی دی جس سے پہلی ششماہی میں ہونے والی کمی کی کسی قدر تلافی ہو گئی۔ چنانچہ م س 17ء کے دوران مجموعی برآمدات صرف 1.3 فیصد کم ہوئیں جبکہ م س 16ء میں 8.8 فیصد کی بھاری کمی ہوئی تھی۔ مالی سال 17ء کی دوسری ششماہی میں معمولی بحالی ٹیکسٹائل کی برآمدات میں اضافے کی عکاسی کرتی ہے کیونکہ نان ٹیکسٹائل برآمدات م س 17ء کے دوران کم ہوئیں۔

تجارتی خسارے کے رجحانات کی عکاسی خدمات کے کھاتے سے بھی ہوئی۔ درآمدات کی بلند نمو سے ظاہر ہوتا ہے کہ کرائے بھاڑے، مالیات، نیسے وغیرہ کی ضروریات میں اضافہ ہوا۔ مزید یہ کہ م س 17ء کے دوران 550 ملین ڈالر کی اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت آنے والی وصولیاں بھی مالی سال 16ء کے مقابلے میں 387 ملین ڈالر کم تھیں۔

بلند سرکاری اور نجی رقوم سے جاری کھاتے کے خسارے کو جزوی طور پر پورا کرنے میں مدد ملی۔ خاص طور پر مختلف دو طرفہ، کثیر فریقی اور کمرشل ذرائع سے خالص حکومتی بیرونی قرض مالی سال 17ء کے دوران 5.1 ارب ڈالر رہا جبکہ مالی سال 16ء میں 3.4 ارب ڈالر تھا۔ علاوہ ازیں نجی رقوم کی آمد بھی بھرپور رہی۔ بیرونی براہ راست سرمایہ

¹⁰ پاکستان دفتر شماریات کے اعداد و شمار کے مطابق مالی سال 17ء کی دوسری ششماہی میں برآمدات میں 0.7 فیصد کمی معمولی بحالی ہوئی جس سے مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی میں آنے والی کمی جزواً نازل ہو گئی۔ مالی سال 17ء میں مجموعی برآمدات 1.7 فیصد کم ہوئیں جبکہ پچھلے سال 12.2 فیصد کی بھاری کمی ہوئی تھی۔ مالی سال 17ء کی دوسری ششماہی میں معمولی بحالی ٹیکسٹائل برآمدات میں 1.9 فیصد اضافے کی عکاسی کرتی ہے کیونکہ نان ٹیکسٹائل برآمدات — خصوصاً نان باسیتی چاول، چڑا، جوتے چپلیں اور سینٹ — میں کمی ہوتی رہی۔

کاری لگ بھگ 100 ملین ڈالر زیادہ تھی (زیادہ تر سی پیک کی رقوم کے باعث) جبکہ بینکوں کی آف شور قرض گیری مالی سال 17ء کے دوران بڑھ کر 1.6 ارب ڈالر ہو گئی جبکہ مالی سال 16ء میں 406 ملین ڈالر تھی۔ اسی طرح نجی شعبے (زیادہ تر سی پیک کے منصوبوں میں شریک بجلی کی کمپنیاں) کے خالص واجبات مالی سال 17ء کے دوران دگنے ہو کر 2.4 ارب ڈالر ہو گئے جبکہ مالی سال 16ء میں 1.2 ارب ڈالر تھے۔ تاہم بحیثیت مجموعی یہ رقوم جاری کھاتے کے خسارے کو پورا نہ کر سکیں۔ نتیجتاً مالی سال 17ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ کے ذخائر 2.0 ارب ڈالر کم ہو گئے۔

پاکستان میں آبی پائیداری - اہم مسائل اور چیلنج

تاریخی نظائر سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں پانی کی فراہمی محدود اور منتشر رہی ہے۔ ماحولیاتی تبدیلیاں اور سندھ طاس معاہدے پر بھارت سے جاری تنازع مستقبل میں پانی کی فراہمی کے حوالے سے مزید غیر یقینی پیدا کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں بڑھتی ہوئی آلودگی اور گندگی کی وجہ سے پانی کی کوالٹی گر گئی ہے۔ دوسری طرف روز افزوں آبادی اور شہر نشینی اور بڑھتی ہوئی زرعی ضروریات کی بنا پر پانی کی طلب میں اضافہ ہو رہا ہے۔

بڑھتا ہوا آبی دباؤ غذائی سلامتی اور ملک کی پائیدار طویل مدت معاشی نمو کے لیے سنگین چیلنج ہے۔ یہ دباؤ نہ صرف زیادہ ہے (کیونکہ پانی کی رسد محدود ہے اور اپنی بیشتر ضروریات کے لیے ملک کا بہت زیادہ انحصار دریائے سندھ کے طاس پر ہے) بلکہ بڑھتی ہوئی آبادی، تیز شہر نشینی اور مسلسل معاشی ترقی کی وجہ سے اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ان مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لیے پانی کے بارے میں ایک قومی پالیسی کی ضرورت ہے جس پر تمام صوبوں اور وفاقی حکومت کے درمیان وسیع تر اتفاق رائے ہونا چاہیے۔ یہ پالیسی پانی کے نقصانات کم سے کم کرنے، پانی بچانے کا عمل بہتر بنانے اور ضوابطی اداروں کی استعداد بڑھانے پر مرکوز ہونی چاہیے۔

1.3 مالی سال 18ء کے امکانات

تازہ ترین دستیاب معلومات کی بنیاد پر کی گئی جانچ مالی سال 18ء کے لیے ملے جلے معاشی حالات کی تصویر پیش کرتی ہے۔ توقع ہے کہ حقیقی معاشی سرگرمیوں کی رفتار برقرار رہے گی اور مہنگائی ہدف کے اندر رہنے کا امکان ہے۔ تاہم درآمد کی بڑھی ہوئی طلب اور ملک میں آئندہ عام انتخابات سے قبل ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے سلسلے میں خاص کر صوبائی حکومتوں کے سرکاری خرچ میں اضافے کی بنا پر بیرونی اور مالیاتی کھاتے دباؤ میں آسکتے ہیں (جدول 1.2)۔

جدول 1.2: اہم معاشی اہداف اور پیش گوئیاں			
م 18ء		م 17ء	
اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی	ہدف	م 17ء	م 18ء
فیصد نمو			
5.0 - 6.0	6.0	5.3	حقیقی جی ڈی پی
4.5 - 5.5	6.0	4.2	صارف اشاریہ قیمت (اوسط)
ارب ڈالر			
19.0 - 20.0	20.7	19.3	ترسیلات زر
22.0 - 23.0	23.1	21.7	برآمدات (ایف او بی)
53.0 - 54.0	48.8	48.6	درآمدات (ایف او بی)
فیصد جی ڈی پی			
5.0 - 6.0	4.1	5.8	مالیاتی خسارہ
4.0 - 5.0	2.6	4.0	جاری کھاتے کا خسارہ

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات؛ بینک دولت پاکستان؛ وزارت خزانہ؛ منصوبہ بندی کمیشن

توقع ہے کہ سازگار معاشی پالیسیوں، سی پیک سے متعلق سرگرمیوں اور مسلسل بہتر ہوتی ہوئی ملکی توانائی کی فراہمی اور سلامتی کی صورت حال کی وجہ سے حقیقی معاشی سرگرمیاں جاری رہیں گی۔ مالی سال 18ء کے لیے حقیقی جی ڈی پی نمو 6.0 فیصد ہدف کے قریب پہنچنے کی پیش گوئی ہے۔ شعبہ زراعت متوقع طور پر اپنی پچھلے برس کی کارکردگی کا اعادہ کرے گا جس میں سب سے زیادہ حصہ فصلوں کے شعبے خصوصاً کپاس اور چاول کا ہو گا۔ کپاس کا زیر کاشت رقبہ ہدف سے 12 فیصد کم ہونے کے باوجود کپاس کی پیداوار گزشتہ سال سے زیادہ رہنے کی توقع ہے۔

صنعت، زیادہ تر ایل ایس ایم، تعمیر اور بجلی کی پیداوار اور بجلی اور گیس کی تقسیم کو سی پیک کے منصوبوں سے متعلق انفراسٹرکچر اور توانائی پر جاری کام سے فائدہ ہوتا رہے گا۔ اس طرح مالی سال 18ء میں بھی زراعت اور صنعت کے شعبوں کی متوقع طور پر بہتر کارکردگی کے اثرات خدمات کے شعبے تک پھیلیں گے۔

حقیقی معاشی سرگرمیوں کے مزید زور پکڑنے سے مشینری اور خام مال نیز صارفی اشیا کی درآمدی طلب مالی سال 18ء میں بھی زیادہ رہنے کی توقع ہے۔ دوسری طرف برآمدات اور کارکنوں کی ترسیلات زر بحال ہونے کا امکان ہے۔ توانائی کی رکاوٹوں میں کمی اور اجناس کی عالمی قیمتوں میں بحالی سے برآمدات کو فائدہ ہونے کی توقع ہے۔ اس کا اظہار مالی سال 18ء کے پہلے دو ماہ میں ہونے والی برآمدات کی دوہندسی نمو سے ہوتا ہے۔

جہاں تک کارکنوں کی ترسیلات زر کا تعلق ہے پی آر آئی کے تحت اقدامات سے سرکاری چینل کے توسط سے مزید رقوم وصول کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ کلیدی اقدامات میں یہ شامل ہیں: مختلف ممالک میں مقیم پاکستانیوں کے لیے نئی مصنوعات، ٹائیپ اپ انتخابات جیسے خلیج تعاون کونسل اور برطانیہ سے آنے والی ترسیلات زر کے لیے ہیں ان میں توسیع کر کے ملائیشیا، جنوبی افریقہ اور نیوزی لینڈ جیسے ممالک کی شمولیت اور فنڈ ٹرانسفر کی لاگت مزید کم کرنے کے منصوبے شامل ہیں۔ ان اقدامات کے نتیجے میں توقع ہے کہ مالی سال 17ء کے دوران کارکنوں کی ترسیلات زر 19-20 ارب ڈالر رہیں گی۔ تاہم برآمدات اور ترسیلات زر میں اضافے کی رفتار درآمدات میں اضافے سے کم رہنے کی توقع ہے۔ چنانچہ جاری کھاتے کا خسارہ پیش گوئی کے مطابق پچھلے سال کی سطح کے لگ بھگ رہے گا یعنی جی ڈی پی کے 4.0 سے 5.0 فیصد کی حد میں۔

مالی سال 18ء کے بجٹ میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا 4.1 فیصد مقرر کیا گیا ہے۔ سی پیک کے تحت مختلف منصوبوں کی تکمیل کے لیے سرمایہ جاتی اخراجات کی ضرورت اور انتخابات کے سال کے دوران صوبائی اخراجات میں ممکنہ اضافے کے پیش نظر مالی سال 18ء میں 4.1 فیصد کا ہدف حاصل کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔ مزید برآں، محاصل میں کوئی کمی ہوئی تو مالیاتی خسارے مالی سال 17ء کی سطح کے قریب ہو سکتا ہے۔

ملکی طلب میں متوقع اضافے سے قطع نظر مالی سال 18ء کے دوران اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 4.5 سے 5.5 فیصد تک رہنے کی پیش گوئی ہے۔ ملک میں غذا کے کافی ذخیرے (گندم، چاول اور چینی)، تیل کی کمزور ملکی قیمتوں اور مستحکم شرح مبادلہ کی بنا پر توقع ہے کہ ملکی طلب میں مزید اضافے کا اثر زائل ہو جائے گا۔ مزید یہ کہ آئی ایم ایف کی پیش گوئیوں کے مطابق اجناس کی قیمتوں، جیسے پام آئل اور چینی، کے بھی اگلے چند ماہ میں بین الاقوامی منڈی میں گرنے کا امکان ہے۔

یوں اس جانچ سے پتہ چلتا ہے کہ م 18ء میں کم اور مستحکم مہنگائی کے ساتھ معیشت میں توسیع ہوتی رہے گی۔ نجی شعبے کے قرضے کے حوصلہ افزا امکانات حقیقی معاشی سرگرمیوں کے تسلسل کی نشاندہی کرتے ہیں۔ تاہم آگے چل کر رفتار قائم رکھنے کا دارومدار زیادہ تر بیرونی اور مالیاتی کھاتوں کی ابھرتی ہوئی دشواریوں سے ٹھننے پر ہو گا۔